آغا حشر کاشمیری

- **پیدائش :** ۱۳ - اپریل ۱۸۷۹ء امرتسر
- **وفات :** ۲۸ - اپریل ۱۹۳۵ء لاہور
- **تصانیف :** خوابِ ہستی، رستم و سہراب، مریدِ اشک، اسیرِ حرص، سفید خون

میدانِ جنگ

باب : تیسرا - سین : چھٹا

حاصلاتِ تعلّم

یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) سُن کر بات/کہانی/مکالمے کی جزئیات کو ترتیب سے یاد رکھ سکیں اور اسے دہرا سکیں۔ (۲) کسی نثری تحریر پر استحسانی گفتگو کرسکیں۔ (۳) درسی کتاب میں شامل اصلاحی، تاریخی، تمثیلی، سائنسی اور مزاحیہ مضامین کا تقابلی جائزہ کرسکیں۔ (۴) ادبی کتب کا مطالعہ کرکے کسی مطلوبہ شخصیت کے حالات جمع کرسکیں۔ (۵) کسی ادبی فن پارے کا مرکزی خیال بیان کرسکیں، تشریح کرسکیں اور اہم نکات کا خلاصہ کرسکیں۔ (۶) تخلیقی سطح کی کوئی تحریر (ڈائری، رپورتاژ، انشائیہ، کہانی، افسانہ وغیرہ) کا مناسب انتخاب کرکے پیش کرسکیں۔

(رستم اُداس چہرے اور غم گین دل کے ساتھ مایوس نگاہوں سے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔)

رستم: پروردگار ! میں نے کبھی تیرے قہر و غضب کو حقیر نہیں سمجھا۔ کبھی تیری طاقت کے سامنے اپنی فانی طاقت کا غرور نہیں کیا، پھر اس ذلّت کی شکل میں تونے مجھے میرے گناہ کی سزا دی ہے۔ اوہ۔دردمندوں کی دوا اور کم زوروں کی طاقت، اے ناامیدوں کی امید! میں نے کل ساری رات تیرے حضور میں سجدہ ہاے نیاز کے ساتھ آنسو بہا کر مدد کے لیے التجا کی ہے۔ اپنے عاجز بندے کی التجا قبول کر۔ اس بڑھاپے میں دنیا کے سامنے میری شرم رکھ۔ اور ایک بار میری جوانی کا زور و جوش مجھے واپس کردے۔

(سہراب کا داخلہ)

سہراب: صبح ہوگئی۔ ممکن ہے کہ آج کی صبح اس کی زندگی کی شام ثابت ہو۔ نہ جانے کیا سبب ہے کہ اس کی موت کا خیال آتے ہی میری روح کانپ اُٹھتی ہے۔ (رستم کو دیکھ کر) تو آگیا۔ جنگ کے نقارے کی پہلی چوٹ سے تیری نیند ٹوٹ گئی۔

رستم: بہادر اپنا وعدہ نہیں بھولتا۔ میں آدھی رات سے صبح ہونے کا انتظار کررہاتھا۔

سہراب: شیر دل بوڑھے ! میرا دل تیری موت دیکھنے کے لیے راضی نہیں ہوتا۔ ایک غیبی آواز بار بار مجھے اس جنگ سے روک رہی ہے۔ اگر ایران کی گود بہادر فرزندوں سے خالی نہیں ہے، تو جا واپس جا، اور اپنے عوض کسی اور ایرانی دلیر کو بھیج دے۔ میں تجھے زندگی اور سلامتی کے ساتھ لوٹ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔

رستم: کل کی اتفاقی فتح پر غرور نہ کر۔ہر نیا دن انسان کے لیے نئے انقلاب لے کر آتا ہے۔ تقدیر کا پہیا ہمیشہ ایک ہی سمت میں نہیں گھومتا۔

گھڑی بھر میں بدلنا ہوگا تجھ کو پیرہن اپنا
منگا کر پاس رکھ لے جنگ سے پہلے کفن اپنا

(جنگ شروع ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سہراب ہاتھ روک لیتا ہے۔)

سہراب: آج میں تجھ میں نیا جوش اور نئی قوت دیکھ رہا ہوں، جواں ہمت بوڑھے ! مجھے پھر شک ہوتا ہے کہ تو رستم ہے۔ میں تجھے تیری عزّت کا واسطہ اور تیری بہادری کی دہائی دے کر ایک بار پھر تیرا نام پوچھتا ہوں۔ زور سے نہیں منّت سے غرور سے نہیں عاجزی سے۔

رستم: تو میرا نام ہی جاننا چاہتا ہے تو سن میرا نام ہے۔۔۔۔۔

سہراب: (خوشی کی گھبراہٹ سے) رستم۔

رستم: نہیں سہراب کی موت۔

سہراب: افسوس تو نے میرے رحم کی قدر نہ کی۔

(دوبارہ جنگ ہوتی ہے۔ رستم، سہراب کو گرا کر سینے پر چڑھ بیٹھتا ہے۔)

رستم: بس اسی ہمت اسی طاقت پہ تھا اتنا غرور
تُو کوئی شیشہ نہ تھا کیوں ہوگیا پھر چُور چُور
کیا ہُوا زورِ جوانی اٹھ اجل ہے گھات میں
دیکھ لے اب، کس قدر قوت ہے بوڑھے ہاتھ میں

(سہراب کے سینے میں خنجر بھونک دیتا ہے۔)

سہراب: آہ۔ اے آنکھوں۔ تمھارے نصیب میں باپ کا دیدار نہ تھا۔ کہاں ہو پیارے باپ کہاں ہو۔ پیارے

باپ کہاں ہو۔ آؤ۔ آؤ۔ کہ مرنے سے پہلے تمھارا سہراب تمھیں ایک بار دیکھ لے۔

رستم: کیا اپنی جوانی کی موت پر ماتم کرنے کے لیے باپ کو یاد کررہا ہے۔ اب تیرے باپ کی محبت، اس کی دعا، اس کے آنسو۔ اس کی فریاد۔ کوئی تجھے دُنیا میں زندہ نہیں رکھ سکتی۔

مرہم کہاں جو رکھ دے دلِ پاش پاش پر
آیا بھی وہ تو روئے گا بیٹے کی لاش پر

سہراب: بھاگ جا۔ بھاگ جا۔ اس دنیا سے کسی دوسری دنیا میں بھاگ جا۔ تو نے سام و نریمان کے خاندان کا چراغ بجھا دیا ہے۔ تاریک جنگلوں میں ،پہاڑوں میں، سمندر کی تہہ میں کہیں بھی جا کر چھپے۔ لیکن میرے باپ رستم کے انتقام سے نہ بچ سکے گا۔

رستم: (چونک کر) کھڑا ہوجاتا ہے۔ کیا کہا ؟ کیا کہا ؟ تو رستم کا بیٹا ہے ؟

سہراب: ہاں۔

رستم: تیری ماں کا نام ؟

سہراب: تہمینہ۔

رستم: تیرے اس دعوے کا ثبوت ؟

سہراب: ثبوت، میرے اس بازوپر بندھی ہوئی میرے باپ رستم کی نشانی!

رستم: جھوٹ ہے، غلط ہے،تو دھوکا دے رہا ہے۔ مجھے پاگل بناکر اپنے قتل کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ (گھبراہٹ کے ساتھ سہراب کے بازو کا کپڑا پھاڑ کر اپنا دیا ہوا مُہرہ دیکھتا ہے) وہی مُہرہ، وہی نشانی (سر پٹک کر) کیا کِیا۔ کیا کِیا ۔ اندھے۔ پاگل، جلّاد۔ یہ کیا کِیا۔ شیر جیسا خوں خوار، بھیڑیے جیسا ظالم، ریچھ جیسا موذی حیوان بھی اپنی اولاد کی جان نہیں لیتا۔ لیکن تو انسان ہو کر حیوان سے بھی زیادہ خونی اور جہنم سے بھی زیادہ بے رحم ہے۔

خون میں ڈوبا ہے وہ جس سے مزا جینے میں تھا
دِل کے بدلے کیا کوئی پتھّر ترے سینے میں تھا
توڑ ڈالا اپنے ہی ہاتھوں سے او ظالم ! اُسے
تیرا نقشہ، تیرا ہی چہرہ جس آئینے میں تھا

سہراب: فتح مند بوڑھے ! تو رستم نہیں ہے پھر میری موت پر خوش ہونے کے بدلے اس طرح کیوں رنج کر رہا ہے۔

رستم: (رو کر) اس دنیا میں رنج اور آنسو۔ رونے اور چھاتی پیٹنے کے سِوا میرے لیے اب اور کیا باقی رہ گیا ہے۔ میں نے تیری زندگی تباہ کرکے اپنی زندگی کا ہر ایک عیش اور اپنی دنیا کی ہر ایک خوشی تباہ کردی۔

(سہراب کے پاس زمین پر گر پڑتا ہے اور سہراب اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر چھاتی سے لپٹ جاتا ہے۔)

سہراب: بابا۔ میرے بابا!

رستم: ہائے میرے لال! تو نے الفت سے، نرمی سے، منّت سے کتنی مرتبہ میرا نام پوچھا۔ اس محبت و عاجزی کے ساتھ پوچھنے پر لوہے کے ٹکڑے میں بھی زبان پیدا ہوجاتی۔ پتھر بھی جواب دینے کے لیے مجبور ہوجاتا، لیکن اس دو روزہ دنیا کی جھوٹی شہرت اور اس فانی زندگی کے فانی غرور نے میرے ہونٹوں کو ہلنے کی اجازت نہ دی۔

سہراب: پیارے باپ! میری بدنصیب ماں سے کہنا کہ انسان سب سے لڑسکتا ہے قسمت سے جنگ نہیں کرسکتا۔ آہ ۔۔۔ (رستم کی گود سے زمین پر گر کر آنکھیں بند کرلیتا ہے)

رستم: یہ کیا۔ میرے بچے، آنکھیں کیوں بند کرلیں۔ کیا خفا ہوگئے! کیا ظالم کی صورت نہیں دیکھنا چاہتے!

میرے بچے، یوں نہ جا مجھ کو تڑپتا چھوڑ کے
میرے دل، میرے جگر! میری کمر کو توڑ کے
ہائے کیا کیا آرزو تھی زندگانی میں تجھے
موت آئی پھولتی پھلتی جوانی میں تجھے

سہراب: ماں ۔۔۔ خدا۔۔۔۔ تمھیں ۔۔۔۔ تسلّی دے!

رستم: اور۔ اور ۔۔۔ بیٹا بولو۔ بولو۔ چپ کیوں ہوگئے! آہ۔ آہ۔ اِس کا خون سرد ہورہاہے۔ اس کی سانسیں ختم ہورہی ہیں۔ اے خدا۔ اے کریم و رحیم خدا! اولاد باپ کی زندگی کا سرمایہ اور ماں کی روح کی دولت ہے۔ یہ دولت محتاجوں سے نہ چھین۔ اپنی دنیا کا قانون بدل ڈال۔ اس کی موت مجھے اور میری باقی زندگی اُسے بخش دے۔ موت ۔ موت! تو میری تہینہ کا بولتا کھیلتا ہُوا کھلونا کہاں لے جارہی ہے۔ دیکھ، میری طرف دیکھ! میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کو تاج و تخت کی بھیک دی ہے۔ آج ایک فقیر کی طرح تجھ سے اپنے بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگتا ہوں:

پھینک دے جھولی میں تو میرے گلِ شاداب کو
ہاتھ پھیلائے ہوں میں، دے دے مِرے سہراب کو

سہراب: (آنکھیں بند کیے ہوئے) دنیا۔ رخصت۔ خدا۔۔۔۔ (مرجاتا ہے)

رستم: آہ! جوانی کا چراغ، آخری ہچکی لے کر بجھ گیا۔ بے رحم موت نے میری اُمید کی روشنی لُوٹ لی۔

اب لاکھوں چاند، ہزاروں سورج مل کر بھی میرے غم کا اندھیرا دور نہیں کرسکتے۔ آسمان ! ماتم کر، زمین ! چھاتی پیٹ۔ درختو، پہاڑو، ستارو ! ٹکرا کر چُور چُور ہوجاؤ۔ آج ہی زندگی کی قیامت ہے۔ آج ہی دنیا کا آخری دن ہے۔زندگی۔ دنیا۔ کہاں ہے زندگی ؟ کہاں ہے دنیا ؟ زندگی سہراب کے خون میں اور دنیا رستم کے آنسوؤں میں ڈوب گئی (دیوانوں کی طرح پکارتا ہے) سہراب۔ سہراب۔ سہراب ! (غش کھا کر گر پڑتا ہے)۔

(ماخوذ از : رستم و سہراب)

مشق

سوال نمبر۱ : درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(۱) رستم نے خدا کے حضور کیا دعا کی تھی اور اس دعا کا کیا انجام ہوا؟

(۲) سہراب نے رستم کو کیا پیش کش کی اور رستم نے اس پیش کش کا کیا جواب دیا ؟

(۳) یہ جاننے کے بعد سہراب، رستم ہی کا بیٹا ہے ، رستم کی کیا کیفیت ہوئی ؟

(۴) سہراب اپنے مقابل یعنی رستم کی موت کیوں نہیں چاہتا تھا؟

(۵) سہراب کی موت پر رستم کے جذبات اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔

سوال نمبر۲ : ذیل کے الفاظ و تراکیب کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

سجدہ ہاے نیاز	قہر و غضب	چراغ بجھانا	موذی	محبت و عاجزی	گلِ شاداب

سوال نمبر۳ : مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح بہ حوالۂ سیاق و سباق کیجیے:

”اولاد باپ کی زندگی کا سرمایہ اور ماں کی روح کی دولت ہے۔ یہ دولت محتاجوں سے نہ چھین۔“

سوال نمبر۴ : دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(۱) رستم، سہراب کا تھا:

(الف)چچا (ب)باپ (ج)ماموں (د)دادا

(۲) سہراب رستم سے باربار پوچھ رہاتھا :

(الف)اس کا گاؤں (ب)اس کا قبیلہ (ج)اس کا نام (د)اس کی ذات

(۳) رستم نے اللہ سے دعا میں اپنے لیے مانگا تھا:

(الف) غلبہ (ب)مالِ غنیمت (ج)جوانی کا زور (د)جیون

(۴) رستم اور سہراب کا تعلق ہے:

(الف)ایران سے (ب)ہندوستان سے (ج)عرب سے (د)افغانستان سے

(۵) ہر نیا دن انسان کے لیے لے کر آتا ہے:

(الف)نئی امید (ب)نئے لوگ (ج)نیا موقع (د)نیا انقلاب

سرگرمیاں

- طلبہ کوئی ٹی وی ڈراما دیکھ کر جماعت میں اس ڈرامے کی کہانی اور اس کے بنیادی خیال پر اظہارِ رائے کریں گے۔
- طلبہ اضافی مطالعے کے ذریعے آغا حشر کاشمیری کے حالاتِ زندگی جمع کر کے کمرۂ جماعت میں پیش کریں گے۔

ڈراما یونانی لفظ "ڈراؤ" (Drao) سے مشتق ہے جس کے معنی "عمل یا اداکاری" یا دوسرے لفظوں میں کچھ کرکے دکھانے کے ہیں۔ ڈراما ایک کہانی ہے جو اداکاروں کے ذریعے ناظرین کے روبرو عملاً پیش کی جاتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر ڈراما ایک نقالی ہے جو حرکت اور تقریر کے وسیلے سے کی جاتی ہے۔

برائے اساتذہ

- طلبہ کو ڈرامے کے اجزائے ترکیبی سے آگاہ کیجیے۔
- طلبہ کو ڈرامے کی معاشرتی اہمیت سے واقفیت دیجیے۔